سیرت و سوانح

امام ابنِ خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ

—— عبد الرشید عراقی ——

امام ابنِ خزیمہ کا شمار اکابر محدثین اور نامور ائمہ فن میں ہوتا ہے۔ احادیث پر اُن کی نظر وسیع تھی اور احادیث میں ان کی گہری بصیرت ابتداء ہی سے تھی۔ اس لئے چھوٹی عمر میں حافظِ حدیث کی حیثیت سے مشہور ہو گئے تھے۔

حفظ و ضبط اور عدالت و ثقاہت میں اُن کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ حدیثوں کے اسناد و متون میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ علمائے فن نے اُن کے حفظ و ضبط اور عدالت و ثقاہت کا اعتراف کیا ہے اور اُن کو ثقہ و ثابت کہا ہے۔ امام ابنِ حبّان فرماتے ہیں کہ :

> "روئے زمین پر احادیث و سنن کے صحیح الفاظ اور زیادات کی یادداشت رکھنے والا اُن کی مانند کوئی اور شخص نہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سنن و احادیث کا تمام ذخیرہ اُن کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے۔"

احادیث میں ان کی گہری بصیرت تھی اور حدیث سے مسائل مستنبط کرنے میں اُن کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ امام ابو اسحاق شیرازی نے حدیث سے مسائل مستنبط کرنے کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ امام شافعی کے مشہور شاگرد امام مُزنی سے ایک عراقی شخص نے دریافت کیا کہ قرآن مجید نے قتل کی صرف دو صورتیں بیان کی ہیں' عَمد و خطاء' تو تیسری قسم شبہِ عَمد کو آپ کس طرح مانتے ہیں؟ انہوں نے ایک حدیث پیش کی۔ اس نے کہا کہ آپ علی بن زید بن جدحان کی روایت سے استدلال پیش کرتے ہیں۔ یہ سن کر امام مُزنی خاموش ہو گئے۔ امام ابنِ خزیمہ نے اس عراقی شخص کو بتایا کہ شبہِ عَمد کی روایتیں دوسرے طرق سے بھی دو ہی ہیں' اور امام ابنِ خزیمہ نے اس کو تفصیل بتائی تو عراقی شخص خاموش ہو گیا اور امام مزنی سے کہنے لگا کہ مناظرہ آپ کر رہے ہیں یا یہ؟ تو امام مزنی

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

نے جواب دیا : جب حدیثوں پر گفتگو ہوتی ہے تو میں خاموش رہتا ہوں، اس لئے کہ یہ مجھ سے زیادہ احادیث میں بصیرت اور واقفیت رکھتے ہیں۔

حافظ ابنِ سبکی کہتے ہیں کہ امام ابنِ خزیمہ مسائل کا جواب بھی احادیث کی روشنی میں دیتے تھے۔ امیر اسمٰعیل بن احمد نے ایک مرتبہ ان سے "فےَ و غنیمت" کا فرق دریافت کیا تو امام ابنِ خزیمہ نے سورۃ الانفال کی آیت ﴿ وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ ﴾ آخر تک پڑھنے کے بعد چند حدیثیں بیان کیں۔ پھر سورۃ الحشر کی آیت ﴿ مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ ﴾ آخر تک پڑھ کر احادیث سے مسئلہ کی وضاحت کی۔ ابو زکریا یحییٰ بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں اس موقع پر موجود تھا۔ امام ابنِ خزیمہ نے اس مسئلہ کی وضاحت میں ۱۷۰ احادیث بیان فرمائیں۔

حدیث سے مسائل کا استنباط اور اس کی نقل و روایت میں ان کے فضل و کمال کا اعتراف کرتے ہوئے علامہ ابنِ جوزی لکھتے ہیں :

وکان مبرزا فی علم الحدیث

"وہ علم حدیث میں بہت ممتاز اور نہایت فاضل تھے"۔

احیائے سنّتِ نبوی ﷺ اور اشاعت حدیث میں بھی ان کی خدمات قدر کے قابل ہیں۔ علمائے اسلام نے اس کا اعتراف کیا ہے۔ امام ابنِ خزیمہ کے علم وفضل اور ان کے صاحبِ کمال ہونے کا اعتراف ان کے معاصر علماء اور اربابِ سیر و تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ ان کو عدیم النظیر، فرید العصر اور بحر من بحُورِ العلم کے القاب سے یاد کیا ہے۔ ان کے استاد ربیع بن سلیمان کا بیان ہے کہ : "ابنِ خزیمہ نے ہم سے جتنا استفادہ کیا ہم نے اس سے زیادہ ان سے استفادہ کیا۔"

علامہ ابنِ سبکی لکھتے ہیں :

"وہ مختلف علوم کے جامع اور مرتبۂ کمال پر فائز تھے۔ اور نیشاپور میں، جو علم و فن کا مرکز تھا، یکتائے روزگار تھے۔ عقل و فطانت میں بے مثال تھے۔ بحث و مناظرہ میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا اور علوم اسلامیہ کا بحرِ زخّار تھے۔ اس لئے علماء و اساطین فن بھی ان سے استفادہ کرتے تھے"۔

© rasailojaraid.
© rasailojaraid.

ولادت

امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ ماہ صفر ۲۲۳ھ میں نیشاپور میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ و تلامذہ

ان کے مشہور اساتذہ میں ابو قدامہ سرخسی، علی بن حجر، ربیع بن سلیمان اور یونس بن عبد الاعلیٰ جیسے محدّثین اور ائمۂ فن شامل ہیں۔ امام اسحاق بن راہویہ اور امام محمد بن حمید رازی سے بھی ان کو ملاقات اور سماع کا شرف حاصل تھا۔ اُس وقت کم سن تھے اس لئے احتیاط کی بناء پر اُن سے حدیثیں بیان نہیں کرتے تھے۔

ان کے تلامذہ میں امام ابو علی نیشاپوری اور امام ابو بکر احمد بن میران مقری جیسے جیّد علمائے کرام شامل تھے۔

© rasailojaraid.c

رحلت و سفر

علم و فن کی تحصیل اور حدیث و فقہ کی تکمیل کے لئے امام ابنِ خزیمہ مختلف اسلامی شہروں میں تشریف لے گئے۔ اربابِ سیر لکھتے ہیں کہ امام ابنِ خزیمہ اپنے وطن نیشاپور میں اساطینِ فن سے استفادہ کے بعد رَے، بغداد، بصرہ، کوفہ، شام، حجاز، عراق، مصر اور واسط وغیرہ تشریف لے گئے اور ہر جگہ اساطین فن اور نامور علمائے کرام سے اکتسابِ فیض کیا۔

فقہ و اجتہاد

فقہ و اجتہاد میں بھی امام ابنِ خزیمہ کا مرتبہ بہت بلند تھا اور فقہ میں امام مزنی سے استفادہ کیا تھا۔ لیکن فقہ میں وہ کسی مذہب سے وابستہ نہیں تھے، بلکہ ان کا شمار مجتہدینِ مطلق میں ہوتا ہے۔ علامہ ابنِ سبکی نے ان کو "المُجتہد المُطلق" اور حافظ ابنِ کثیر نے "وھو من المجتھدین فی دین الاسلام" لکھا ہے اور خود امام ابنِ خزیمہ فرمایا کرتے تھے کہ "سولہ سال کی عمر کے بعد میں نے کسی کی تقلید نہیں کی۔"

امام ابو اسحاق شیرازی نے "طبقات الفقہاء" میں ابو زکریا یحییٰ بن محمد نمیری کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ

© rasailojaraid.c

میں نے امام ابنِ خزیمہ سے خود سنا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ : "رسول اللہ ﷺ کے صحیح فرمان کی موجودگی میں کسی شخص کی بات کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔"

امام ابنِ خزیمہ خود صاحبِ مذہب اور مستقل امامِ فقہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ حافظ ابنِ قیم لکھتے ہیں کہ :

"محمد بن اسحاق بن خزیمہ امام الائمہ کے لقب سے موسوم کیے جاتے تھے۔ ان کے متبعین ان کے مذہب کی پیروی کرتے تھے۔ وہ مقلد کے بجائے خود امام مستقل اور صاحب مذہب تھے۔"

عقائد و کلام کے بارے میں امام ابنِ خزیمہ کے بعض مسائل

حافظ ذہبی نے امام ابنِ خزیمہ کے بعض مسائل جن کا تعلق عقائد اور علمِ کلام سے ہے، تذکرۃ الحفاظ میں نقل کیے ہیں۔ مثلاً امام صاحب بدعات کو سخت ناپسند کرتے تھے اور اپنے تلامذہ کو سختی سے اس بات کی ہدایت کرتے تھے کہ غیر ضروری مسائل میں بحث و تمحیص نہ کی جائے۔

عقائد و کلام سے متعلق انہوں نے جو کتابیں لکھی ہیں اُن میں اہل سنّت کے نقطۂ نظر کی ترجمانی کی ہے۔ چند مسائل کے بارے میں آپ کی آراء یہاں نقل کی جاتی ہیں :

۱) قرآن مجید خدا کا کلام ہے، اس کی وحی و تنزیل ہے اور غیر مخلوق ہے۔ قرآن کو کلامِ الٰہی کی بجائے مخلوق کہنے والا کافر ہے۔ اس سے توبہ کرائی جائے گی۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کیا جائے گا اور وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا۔

۲) بعض جاہل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مکرر کلام نہیں کرتا۔ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور کلامِ الٰہی سے ناآشنا ہیں اور اس کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر تخلیق آدم کا کئی بار ذکر فرمایا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ مکرر بیان کیا ہے۔ فَبِاَیِّ اٰلَاۤءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ بار بار کہا گیا ہے۔ یہ کسی مسلمان کا عقیدہ نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ ازل میں کلام کرنے کے بعد پھر کلام نہیں کرتا وہ جہمی ہے۔ اللہ عرش پر بلا کیف مستوی و متمکن ہے۔ جہمیہ اور کلامیہ ملعون اور ان کے خیالات و عقائد میں جھوٹے ہیں۔

© rasailojaraid.

اتباعِ سُنّت

امام ابنِ خزیمہ کا اتّباعِ سُنّت میں بڑا اہتمام تھا۔ ہر بات میں وہ سُنّتِ نبوی ﷺ کا لحاظ رکھتے تھے۔ صاحبِ کرامات بھی تھے۔ اور لوگ ان کی ذات کو نہایت بابرکت خیال کرتے تھے۔

امامت و شہرت

اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑی مرجعیت اور شہرت عطا فرمائی تھی۔ "امام الائمہ" ان کے نام کا جزو بن گیا تھا۔ ان کے ہاں علماء و طلبہ کا ہجوم رہتا تھا جو اُن سے علومِ اسلامیہ کا استفادہ کرتے تھے۔ مستفیدین کے قافلے ہر وقت خیمہ زن رہتے تھے۔ امراء وارباب حشمت بھی ان کی تکریم و تعظیم کرتے تھے۔

© rasailojaraid.c

وفات

امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے ۲ ذی قعدہ ۳۱۱ھ کو نیشاپور میں انتقال کیا اور اپنے گھر کے ایک کمرہ میں دفن ہوئے۔

ایک شاعر نے آپ کی وفات پر بڑا پُر درد مرثیہ لکھا، جس کے دو شعر یہ ہیں :

"اے ابنِ اسحاق! آپ کی زندگی نہایت قابل ستائش تھی۔ آپ کی قبر کو ہمیشہ برسنے والے بادل سیراب کرتے رہیں! آپ اہلِ علم کے سرپرست اور ان کی مشکلات میں کفیل تھے۔ آپ کے اُٹھ جانے سے یہ سب ختم ہو گیا۔ ہم نے آپ کے بجائے علم کو دفن کیا ہے۔"

تصانیف

امام ابنِ خزیمہ نامور مصنف تھے۔ حافظ ابنِ کثیر کا بیان ہے : "فکتب الکثیر وصنّف وجمَع" یعنی بے شمار کتابیں تصنیف کیں۔

امام ابنِ خزیمہ کی تین کتابوں کے نام تاریخ نے محفوظ کئے ہیں۔

① فقہ حدیثِ بریرہ : یہ کتاب تین اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک حدیث کی حقانیت کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

© rasailojaraid.c

④ کتاب التوّحید والصّفات : یہ بڑی مفید' عمدہ' نفیس اور اہم کتاب ہے اور کئی اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کا موضوع کلام و عقائد ہے۔ امام رازی نے اس کو "کتاب الاشراک" کے نام سے موسوم کیا ہے۔

③ صحیح ابن خزیمہ : یہ امام ابنِ خزیمہ کی بڑی مشہور اور اہم کتاب ہے اور اس کا شمار حدیث کی اہم اور مشہور کتابوں میں ہوتا ہے۔ محدّثین صحاحِ ستّہ کے علاوہ جن محدّثینِ کرام نے اپنی کتابوں میں صحت کا زیادہ التزام کیا ہے' ان کے مجموعے صحیح کہلاتے ہیں' ان مجموعوں میں صحیح ابنِ خزیمہ بھی شامل ہے۔ حافظ ابنِ کثیر اس کے بارے میں فرماتے ہیں : "مِن أنفع الکتب و اجلھا" یعنی صحیح ابنِ خزیمہ نہایت مفید اور اہم کتابوں میں سے ہے۔

حافظ ابنِ حجرؒ نے صحیح ابنِ خزیمہ پر مفید حواشی بھی لکھے تھے۔

صحیح ابنِ خزیمہ طبع ہو چکی ہے اور اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ مترجم کا نام مولانا حافظ محمد ادریس سلفی ہے اور اسے مکتبہ دارالسلام محمدی مسجد کراچی نے شائع کیا ہے۔

مراجع و مصادر

۱) ابنِ جوزی' المنتظم
۲) ابنِ سبکی' طبقات الشافعیہ
۳) ابنِ قیم' اعلام الموقعین
۴) ابنِ کثیر' البدایۃ والنھایۃ
۵) ابو اسحٰق شیرازی' طبقات الفقہاء
۶) حاجی خلیفہ' کشف الظنون
۷) ذہبی' تذکرۃ الحفاظ
۸) عبدالرحمٰن مبارک پوری' مقدمہ تحفۃ الاحوذی
۹) شاہ عبدالعزیز دہلوی' عجالہ نافعہ مع فوائد جامعہ

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ ان کا احترام آپ پر فرض ہے لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہیں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

© rasailojaraid.com